مشاہدات-502

حنیف احمد محمود-برطانیہ

تقریر بابت خاندان مسیح موعودؑ

وقت 5-7 منٹ

٭٭٭ تقریر ٭٭٭

سیرت حضرت سیدہ مریم النساء بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا

(حرم حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۗ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (الحشر:10)

ترجمہ: اور اپنے سینوں میں اس کی کچھ حاجت نہیں پاتے تھے جو اُن (مہاجروں) کو دیا گیا اور خود اپنی جانوں پر دوسروں کو ترجیح دیتے تھے باوجود اس کے کہ انہیں خود تنگی درپیش تھی۔ پس جو کوئی بھی نفس کی خساست سے بچایا جائے تو یہی وہ لوگ ہیں جو کامیاب ہونے والے ہیں۔

معزز سامعین! آج میری تقریر کا عنوان ہے "سیرت حضرت سیدہ مریم النساء بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا"

حضرت سیدہ مریم بیگمؓ (المعروف اُمّ طاہر) اوائل 1905ء میں رعیہ ضلع سیالکوٹ میں پیدا ہوئیں۔ آپؓ کے والد ماجد حضرت ڈاکٹر سید عبد الستار شاہ صاحب وہاں کے سرکاری ہسپتال کے انچارج ڈاکٹر تھے۔ آپؓ آٹھ بہن بھائیوں میں سب سے چھوٹی تھیں۔ آپؓ کے والد محترم کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بہت قریبی تعلق تھا۔ حضرت زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعودؑ نے ہماری والدہ ماجدہ سے فرمایا:

"یہ آپ کا گھر ہے۔ آپ کو جو ضرورت ہو بغیر تکلّف آپ اس کے متعلق مجھے اطلاع دیں۔ آپ کے ساتھ ہمارے تین تعلق ہیں۔ ایک تو آپ ہمارے مرید ہیں، دوسرے آپ سادات سے ہیں، تیسرا ایک اَور تعلق ہے۔" یہ کہہ کر حضورؑ خاموش ہوگئے۔ والدہ صاحبہؓ کو اس آخری فقرے سے حیرانگی سی ہوئی اور ڈاکٹر صاحبؓ سے آکر ذکر کیا۔ اس وقت ہمشیرہ مریم بیگم صاحبہ پیدا نہیں ہوئی تھیں۔ ڈاکٹر صاحبؓ نے جواب دیا کوئی روحانی تعلق ہو گا لیکن حضورؑ کا یہ قول ظاہری معنوں میں بھی لمبے عرصہ بعد پورا ہوگیا۔ ہمشیرہ سیدہ مریم بیگم صاحبہ کی ولادت اور پھر ان کے رشتہ کی وجہ سے۔"

(سیرت حضرت سیدہ اُمّ طاہرؓ از ملک صلاح الدین صفحہ 22-23)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آپ رضی اللہ عنہا کے خاندان کو بہشتی کنبہ بھی قرار دیا۔ آپؓ کے والد حضرت شاہ صاحبؓ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ سخت بیمار ہوگئے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے بکروں کا صدقہ دیا۔ مَیں اس وقت قادیان میں موجود تھا۔ مَیں رات کو حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کے پاس ہی رہا اور دوا پلاتا رہا۔ صبح کو حضورؑ تشریف لائے۔ حضرت خلیفہ اولؓ نے فرمایا کہ حضور! ڈاکٹر صاحب ساری رات میرے پاس بیدار رہے ہیں اور دوا وغیرہ اہتمام سے پلاتے رہے ہیں۔ حضورؑ بہت خوش ہوئے اور فرمایا: ہم کو بھی ان پر رشک آتا ہے۔ یہ بہشتی کنبہ ہے۔ یہ الفاظ آپؑ نے چند بار دہرائے بھی۔

(سیرت المہدی جلد اوّل حصہ سوم از حضرت مرزا بشیر احمدؓ روایت 563)

سامعین! حضور علیہ السلام کے ہاں صاحبزادہ مرزا مبارک احمد 14 جون 1899ء کو پیدا ہوئے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں: مبارک احمد حضرت مسیح موعودؑ کو بہت پیارا تھا، وہ شدید ٹائیفائیڈ سے بیمار ہوا۔ اس وقت قادیان میں دو ڈاکٹر موجود تھے۔ ایک حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحبؓ اور دوسرے حضرت ڈاکٹر سید عبد الستار شاہ صاحبؓ جو رخصت پر یہاں آئے ہوئے تھے۔ حضرت مولوی نور الدین صاحبؓ بھی ان کے ساتھ مل کر علاج کر رہے تھے۔ مبارک احمد کی بیماری میں کسی نے خواب دیکھا کہ اس کی شادی ہو رہی ہے۔ یہ خواب سن کر حضورؑ نے فرمایا کہ "معبرّین نے لکھا ہے کہ ایسی خواب کی تعبیر تو موت ہے مگر اسے ظاہری رنگ میں پورا

کر دینے سے بعض دفعہ تعبیر ٹل جاتی ہے۔ اس لیے آؤ! مبارک احمد کی شادی کر دیں۔" اس وقت اتفاقاً حضرت ڈاکٹر سید عبد الستار شاہ صاحبؓ کی اہلیہ صاحبہ صحن میں نظر آئیں۔ حضرت مسیح موعودؑ نے انہیں بلا کر فرمایا کہ "ہمارا یہ منشاء ہے کہ مبارک احمد کی شادی کر دیں۔ آپ کی لڑکی مریم ہے۔ اگر آپ پسند کریں تو اس سے مبارک احمد کی شادی کر دی جائے۔ "انہوں نے کہا کہ مجھے کوئی عذر نہیں لیکن اگر حضورؑ کچھ مہلت دیں تو میں ڈاکٹر صاحب سے پوچھ لوں؟ یہ خاندان نیچے گول کمرہ میں ٹھہرا ہوا تھا۔ باہر سے ڈاکٹر صاحبؓ آئے تو انہوں نے اس رنگ میں بات کی کہ بعض دفعہ ایمان کی آزمائش بھی ہوتی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ آپ کے ایمان کی آزمائش کرے گا تو کیا آپ پکے رہیں گے؟ ڈاکٹر صاحبؓ نے جواب دیا کہ مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ استقامت عطا کرے گا۔ اس پر انہوں نے ڈاکٹر صاحبؓ کو ساری بات سنائی تو ڈاکٹر صاحبؓ نے کہا کہ اچھی بات ہے۔ اگر حضرت مسیح موعودؑ کو یہ پسند ہے تو ہمیں اس پر کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔

(سیرت حضرت سیدہ اُمِّ طاہرؓ از ملک صلاح الدین صفحہ 78 تا 80)

چنانچہ صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کا (جو آٹھ سال کی عمر کے تھے) سیدہ مریم بیگم صاحبہ سے (جو دو اڑھائی برس کی تھیں) نکاح 30 اگست 1907ء کو حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ نے پڑھا۔ نکاح کے چند روز بعد 16 ستمبر 1907ء کو صاحبزادہ صاحب کی وفات ہوگئی۔

سامعین! حضرت سیدہ مریم النساء بیگم صاحبہؓ کی شادی حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے ساتھ کیسے انجام پائی یہ بھی ایک دلچسپ واقعہ ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ خود بیان فرماتے ہیں کہ "شاید 1917ء میں امۃ الحئی مرحومہ کے مکان میں مَیں نے ایک دُبلی پتلی سفید کپڑوں میں ملبوس لڑکی کو دیکھا تو پوچھنے پر امۃ الحئی مرحومہ نے بتایا کہ ڈاکٹر عبد الستار شاہ صاحبؓ کی لڑکی مریم ہے۔ مَیں نے پوچھا کہ کیا مریم کی شادی کی کہیں تجویز ہے؟ جس کا جواب مجھے یہ ملا کہ "ہم سادات ہیں ہمارے ہاں بیوہ کا نکاح نہیں ہوتا۔ اگر حضرت مسیح موعودؑ کے گھر میں کسی جگہ شادی ہوگئی تو کر دیں گے ورنہ لڑکی اسی طرح بیٹھی رہے گی۔" میرے لیے یہ سخت صدمہ کی بات تھی۔ میں نے بہت کوشش کی کہ مریم کا نکاح کسی اَور جگہ ہو جائے مگر ناکامی کے سوا کچھ اَور نتیجہ نہ نکلا۔ آخر مَیں نے مختلف ذرائع سے اپنے بھائیوں سے تحریک کی کہ اس طرح اس کی عمر ضائع نہ ہونی چاہیے، ان میں سے کوئی مریم سے نکاح کر لے۔ لیکن اس کا جواب بھی نفی میں ملا۔ تب میں نے اس وجہ سے کہ حضرت مسیح موعودؑ کا فعل کسی جان کی تباہی کا موجب نہ ہونا چاہیے اور اس وجہ سے کہ ان کے دو بھائیوں سید حبیب اللہ شاہ صاحبؓ اور سید محمود اللہ شاہ صاحبؓ سے مجھے بہت محبت تھی۔ میں نے فیصلہ کر لیا کہ میں مریم سے خود نکاح کر لوں گا۔

(سوانح فضلِ عمر حصہ پنجم صفحہ 334)

حضرت اُمّ المومنینؓ کی روایت ہے کہ جب مبارک احمد فوت ہو گیا اور مریم بیگم بیوہ رہ گئی تو حضرت مسیح موعودؑ نے گھر میں ایک دفعہ یہ خواہش ظاہر کی تھی کہ یہ لڑکی ہمارے گھر میں ہی آئے تو اچھا ہے۔ یعنی ہمارے بچوں میں سے ہی کوئی اس کے ساتھ شادی کر لے تو بہتر ہے۔

اور اس طرح اللہ کے اِذن سے 7 فروری 1921ء کو حضرت سیدہ مریم بیگم صاحبہؓ کا نکاح حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے ساتھ ایک ہزار روپیہ حق مہر کے عوض حضرت مولانا سید محمد سرور شاہ صاحبؓ نے پڑھایا۔ حضورؓ فرماتے ہیں کہ

"21 فروری 1921ء کو نہایت سادگی سے جا کر مَیں مریم کو گھر لے آیا اور حضرت اماں جانؓ کے گھر میں اُن کو اتارا۔ جنھوں نے ایک کمرہ اُن کو دے دیا جس میں اُن کی باری میں ہم رہتے تھے۔"

(سوانح فضلِ عمر جلد پنجم صفحہ 335)

آپؓ کے بطن سے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع مرزا طاہر احمد صاحبؒ نے جنم لیا۔ آپؓ کے علاوہ صاحبزادی امۃ الحکیم بیگم صاحبہ۔ صاحبزادی امۃ الباسط بیگم صاحبہ اور صاحبزادی امۃ الجمیل بیگم صاحب حضرت اُمِّ طاہرؓ کی اَولاد میں شامل ہیں۔

حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ فرماتی ہیں:

مریم بیگم مرحومہ ہمارے گھر بہو بن کر آئیں اور بیٹی بن کر رہیں۔ حضورؓ، اماں جانؓ کی بہت تابعدار، چاہنے والی، جاں نثار، خدمت گزار اور ہم سب بہن بھائیوں سے بلا مبالغہ عاشقانہ محبت رکھنے والی۔ اپنے شوہر نامدار حضرت خلیفہ ثانیؓ کی دل وجان سے شیدا، ہنس مکھ، گھر کی رونق، سب عزیزوں سے اپنی سب اولاد سے دلی تعلق یعنی جو دوسری بیویوں کے بطن سے اولاد تھی ان کی بھی بہی خواہ اور دل سے محبت کرنے والی رہیں۔ کہا کرتی تھیں کہ مَیں صرف اپنے میاں کی حیثیت سے اُن سے اور آپ سب

سے اور بچوں سے اتنی محبت نہیں کرتی، مَیں تو حضرت مسیح موعودؑ کی اولاد جان کر کرتی ہوں اور سب کے لیے جان فدا کرنے کو حاضر ہوں۔ ان کی والدہ محترمہ بہت نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ یہ اخلاص و ایمان انہوں نے ماں کے دودھ سے ہی حاصل کیا۔

(سیرت حضرت سیدہ اُمِ طاہرؓ از ملک صلاح الدین صفحہ 6-7)

حضرت سیدہ مہر آپا صاحبہ فرماتی ہیں کہ

”حضرت مسیح موعودؑ اور حضرت اماں جانؓ سے حضرت اُمّ طاہرؓ کو جس قدر اور جس رنگ میں عشق تھا اس کی مثال ہی نہیں ملتی۔ آپؓ کا نام مبارک آتے ہی چہرہ محبت و عشق کے جذبات سے تمتما اٹھتا۔ آپؓ کی وہ کیفیت احاطہ تحریر میں نہیں آسکتی۔ ہزاروں سلام اور ہزاروں درود حضرت مسیح موعودؑ پر بھیجتیں۔ اس حالت میں آنکھوں میں آنسو ہوتے۔ شدید پیار سے کرب کی کیفیت اُن پر وارد ہو جاتی۔ اسی طرح حضرت اماں جانؓ سے جو پیار اور احترام تھا مَیں نے کسی اَور میں اس نوعیت کا نہیں دیکھا۔“

(سیرت حضرت سیدہ اُمِ طاہرؓ از ملک صلاح الدین صفحہ 220)

سامعین! جب آپؓ بیاہ کر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے گھر تشریف لائیں تو آپؓ کو شوہر کی طرف سے مرحومہ بیوی کے تین بچے سنبھالنے کی ذمہ داری ملی جو آپ نے اتنی عمدگی سے ادا کی کہ دل جیت لیے۔ دل جیتنے کے فن کا ذکر حضرت صاحب کی تحریروں میں کئی جگہ ملتا ہے۔ محبت بھرے الفاظ میں آپؓ کا ذکرِ خیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”میں نے اُن سے وعدہ کیا کہ مریم! تم ان بے ماں کے بچوں کو پالو میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ میں تم سے بہت محبت کروں گا اور میں نے خدا تعالیٰ سے رو رو کر دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ان کی محبت میرے دل میں پیدا کر دے اور اس نے میری دعا سن لی... علمی باتیں نہ کر سکتی تھیں مگر علمی باتوں کا مزا خوب لیتی تھیں۔ جمعہ کے دن اگر کسی خاص مضمون پر خطبہ ہوتا تھا تو واپسی پر میں اس یقین کے ساتھ گھر میں گھستا تھا کہ مریم کا چہرہ چمک رہا ہو گا اور وہ جاتے ہی تعریفوں کے پُل باندھ دیں گی اور کہیں گی کہ آج بہت مزا آیا اور یہ میرا قیاس شاذ ہی غلط نکلتا۔ میں دروازے میں انہیں منتظر پاتا۔ ان کے جسم کے اندر ایک تھرتھراہٹ سی پیدا ہو رہی ہوتی تھی۔ مریم ایک بہادر عورت تھیں جب کوئی نازک موقع آتا میں یقین کے ساتھ ان پر اعتبار کر سکتا تھا۔ ان کی نسوانی کمزوری اس وقت دب جاتی تھی چہرہ پر استقلال اور عزم کے آثار پائے جاتے تھے اور دیکھنے والا کہہ سکتا تھا اب موت یا کامیابی کے سوا اس عورت کے سامنے کوئی تیسری چیز نہیں ہے۔ یہ مر جائے گی مگر کام سے پیچھے نہ ہٹے گی۔ ضرورت کے وقت راتوں اس میری محبوبہ نے میرے ساتھ کام کیا ہے اور تھکان کی شکایت نہیں کی۔ انہیں صرف اتنا کہنا کافی ہوتا تھا کہ یہ سلسلہ کا کام ہے یا سلسلہ کے لیے کوئی خطرہ یا بدنامی ہے اور وہ شیرنی کی طرح لپک کر کھڑی ہو جاتیں اور بھول جاتیں اپنے آپ کو بھول جاتیں کھانے پینے کو۔ بھول جاتیں اپنے بچوں کو۔ بلکہ بھول جاتیں مجھ کو بھی اور صرف وہ کام ہی یاد رہ جاتا اور اس کے بعد وہ ہوتیں اور گرم پانی کی بوتلیں۔“

(انوار العلوم جلد 17 صفحہ 352-354)

سامعین! حضرت سیدہ مریم صاحبہؓ کی نرینہ اولاد صرف حضرت مرزا طاہر احمدؒ ہی تھے۔ آپؓ ہر وقت تڑپ کر خود بھی دعا کرتیں اور دوسروں سے کرواتیں کہ میرا ایک ہی بیٹا ہے۔ خدا کرے یہ خادمِ دین ہو۔ میں نے اسے خدا کے راستے میں وقف کیا ہے اللہ تعالیٰ اسے حقیقی معنوں میں واقف بنائے۔

پھر آنسوؤں کے ساتھ یہ جملے بار بار دہراتیں:

”خدایا! میرا طاری تیرا پرستار ہو۔ یہ عابد و زاہد ہو۔ اسے خادم دین بنائیو۔ اسے اپنے عشق، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق اور حضرت مسیح موعودؑ کے عشق سے سرشار کیجیو۔“

حضرت مصلح موعودؓ نے کئی بار بڑی رقّت سے اس بات کا اظہار فرمایا کہ ”میرا طاری! مریم مرحومہ کی دلی آرزوؤں کا بہترین ثمر ہے۔ اُن کو اس بات کی تڑپ تھی کہ ان کا یہ اکلوتا بیٹا صحیح معنوں میں دین کا خادم ہو۔“

مارچ 1925ء کو دارالمسیح میں جب مدرسۃ الخواتین جاری ہوا تو آپ بھی شریکِ تعلیم ہوئیں اور مدرسۃ الخواتین کے مقصد کو آپ نے کماحقّہٗ پورا کیا۔ خدمات سلسلہ کے لئے ہمیشہ تیار رہتیں۔ حضورؓ کی ہدایت پر 1930ء میں نصرت گرلز سکول کی نگرانی کے لئے قائم ہونے والی کمیٹی کی رکن تھیں۔ آپؓ کو خواتین کی اصلاح اور تربیت کا ہر وقت خیال تھا۔ 1930ء تا 1937ء تک جلسہ سالانہ خواتین کی منتظمہ رہیں۔ آپ نے حضورؓ کی ہدایت پر قادیان میں محلّہ وار کمیٹیاں بنائیں۔ آپ نے اپنا مکان خواتین

کے اجلاسوں کے لئے وقف کر رکھا تھا چنانچہ آپ کے مکان پر ہی حضرت مصلح موعودؓ درس قرآن وحدیث دیتے تھے۔ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جلسے، سیرت پیشوایان مذاہب، عہدیداران لجنہ اور لجنہ کے عام اجلاس اور مصباح کی قائم شدہ کمیٹی کے اجلاس آپ کے ہی مکان پر ہوتے۔ آپ نے تحریک جدید کو کامیاب بنانے لئے دیوانہ وار کوشش کی۔ خلافت جوبلی فنڈ میں ذاتی طور پر شرکت کے علاوہ آپ کی مساعی قابل تعریف تھی۔ جلسہ سالانہ جوبلی پر حضورؓ کی خدمت میں لجنہ اماء اللہ قادیان کا تہنیت نامہ بطور جنرل سیکرٹری آپؓ نے پیش کیا۔

آپ کی مالی قربانیاں ہمیشہ اعلیٰ معیار کی تھیں۔ پہلے چھٹے حصہ کی وصیت فرمائی لیکن 1927ء میں اس کو بڑھا کر تیسرا حصہ کر دیا۔ برلن مسجد کی تعمیر کے لئے ڈیڑھ سو روپیہ ادا کیا۔ 1931ء میں مسجد فضل لندن کی مرمت کے لئے 25 روپے پیش کئے۔ 1936ء میں جلسہ سالانہ کے لئے ایک دیگ فراہم کی۔ 1938ء میں خلافت جوبلی فنڈ میں دوسو روپیہ دیا۔ 1942ء میں غرباء کی امداد کی تحریک پر پانچ مَن غلہ پیش کیا۔ آپ نے کئی یتیم بچوں اور بچیوں اپنے گھر میں پالا۔

سامعین کرام! آپؓ کی جماعتی خدمات کے متعلق حضرت مرزا بشیر احمدؓ فرماتے ہیں:

”حضرت اُمِّ طاہرؓ بہت سی غیر معمولی خوبیوں کی مالک تھیں۔ مرحومہ کا نمایاں وصف دینی اور جماعتی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا تھا۔ یہ وصف اس قدر ممتاز تھا کہ ان کا نمونہ اکثر مجاہد مَردوں کے لیے بھی قابل رشک تھا۔ صحت کی خرابی کے باوجود یوں نظر آتا تھا کہ گویا ان کی روح جماعتی کاموں میں حصہ لینے کے لیے ہر وقت چوکس سپاہی کی طرح ایستادہ اور چشم براہ رہتی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح یا جماعت کی طرف سے جو تحریک بھی ہوتی تھی، آپؓ نہایت جوش اور اخلاص کے ساتھ اس کا خیر مقدم کرتی تھیں اور پھر اپنے ذاتی اثر اور دن رات کی جدوجہد کے ساتھ اس کے متعلق مستورات میں ایک غیر معمولی حرکت پیدا کر دیتی تھیں۔ احمدی خواتین کا جھنڈا اُن کی ذاتی توجہ سے بنا۔ اس کا ڈیزائن حضرت صاحبؓ سے منظور کرایا اور پھر جھنڈا تیار کرانا اور خواتین کے جلسہ میں اس کا نصب ہونا اور لہرانا سب کچھ انہی کی کوشش کا نتیجہ تھا۔ اس کے علاوہ لوائے احمدیت کی تیاری میں بھی ہماری اس بہن کا وافر حصہ تھا۔ حضرت صاحب کے ارشاد پر صحابیات سے اس کے لیے آپؓ نے سوت کتوایا۔ صحابیات کو اطلاع کروائی، چرخوں کا انتظام فرمایا اور پھر دارالمسیح میں سارا سوت کتوا کر وقت پر مجھے بھجوا دیا۔ مالی قربانی میں بھی سیدہ موصوفہ کو خداتعالیٰ نے ممتاز حیثیت عطا کی تھی اور مَیں جب ان کے چندوں کو دیکھتا تھا تو حیران ہوتا تھا کہ اس قلیل آمد پر اتنے بھاری چندے کس طرح ادا کرتی ہیں۔ حضور کی طرف سے جو ماہوار خرچ گھروں میں ملتا ہے وہ بہت ہی نپا تلا ہوتا ہے۔ مگر باوجود اس کے سیدہ موصوفہ نامعلوم کس طرح اپنے گھر کے اخراجات سے رقمیں کاٹ کر ہر تحریک میں پیش پیش رہی تھیں۔ حتیٰ کہ تحریک جدید کے امانت ذاتی کے شعبہ میں بھی محض شرکتِ ثواب کی خاطر حصہ لے رکھا تھا۔ اسی کا نتیجہ تھا کہ سوائے حضرت خلیفۃ المسیح والی باری کے دن کے، عموماً گھر کا کھانا پینا نہایت درجہ سادہ بلکہ غریبانہ ہوتا تھا۔ مرحومہ موصیہ تو شروع سے ہی تھیں مگر کئی سال سے اپنے حصہ وصیت کو دسویں حصہ سے بڑھا کر ایک تہائی کر دیا تھا۔“

(سیرت حضرت سیدہ اُم طاہرؓ از ملک صلاح الدین صفحہ 252-254)

سامعین! حضرت اُم طاہرؓ نے ساری زندگی دوسروں کے دکھ درد میں اُن کا ساتھ دیا اور آپ جیسا کہ خاکسار نے ابتداء میں آیت تلاوت کی کہ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ کی مجسم تصویر تھیں خود اور اپنی اولاد کو تنگی میں رکھ کر بھی دوسروں کی مدد کر کے خوش ہوتی تھیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ اپنی والدہ کے متعلق اپنی یادوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

”آپ نے مالی قربانی بھی بہت کی، جانی بھی اور جذباتی بھی۔ آپ خود تلاش کر کے ضرورت مندوں کی ضرورت کو پورا کرنے کی کوشش کرتی تھیں اور چونکہ تحریک جدید کے اجرا کے بعد خاص طور سے حضورؓ کی طرف سے خرچ بچا تلا ملتا تھا اس لیے مالی لحاظ سے ہمیشہ تنگ رہتی تھیں۔ ایک طرف جماعتی چندوں میں بڑھ چڑھ کے حصہ لینے کا شوق، دوسری طرف یہ بے قرار تمنا کہ ہر حاجت مند کی حاجت پوری کر دوں، اس کا لازمی نتیجہ یہی نکلتا تھا کہ اپنے گھر میں خوب ہاتھ کس کر خرچ کریں۔ پس جن دنوں مہمان نہ ہوں گھر کا کھانا اتنا سادہ اور بے قیمت ہو جاتا تھا۔“

اسی طرح حضرت سیدہ مہر آپا صاحبہ بیان کرتی ہیں کہ آپؓ میں رحم کا جذبہ بدرجہ اتم تھا۔ اگر کوئی اپنے دکھ کا ذکر کرتا تو آپؓ کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو جاتے۔ آپؓ چین نہ لیتیں جب تک اُس کی ہر قسم کی مدد نہ کرتیں اور اس کے لیے اس قدر بے دریغ خرچ کرتیں کہ اس بات کا مطلق احساس نہ رہتا کہ اپنے اخراجات بھی نگاہ میں رکھنے چاہئیں۔ یہ رحم کا جذبہ صرف انسانوں کے لیے ہی نہیں تھا بلکہ ہر مخلوق کے لیے تھا۔ آپؓ کو بنفس نفیس عملاً خود کام کرتے ہوئے ہم نے دیکھا ہے۔ سارا سارا دن مشین پر بیٹھی ہوئی ہوتیں۔ خدمت کی شوقین دوسری مستورات کو لگایا ہوتا اور غرباء کے لیے لحاف، کپڑے بن رہے ہوتے۔ طبیعت میں ذرا بھر نمائش اور نمود کا نام نہ تھا۔ سب کچھ خالصتاً اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کیا کرتیں۔

حضرت اُم طاہرؓ بے حد مہمان نواز خاتون تھیں۔ حضرت سیدہ مہر آپا صاحبہ بیان کرتی ہیں: آپؓ کے گھر میں مہمانوں کا سلسلہ رات دن رواں دواں رہتا۔ بعض مہمان تو کئی کئی ماہ قیام کرتے اور آپؓ کی خاطر مدارت کا یہ عالم ہوتا کہ دیکھنے والے یہ سمجھتے کہ یہ مہمان ابھی اور اسی وقت آئے ہیں۔ روز مرہ لوگوں کی آمدورفت کا یہ عالم تھا کہ چائے اور کھانا جو گھر کے افراد کے لیے پکتا اس سے دوچند کا ہمیشہ اہتمام ہوتا۔ وہ تمام کا تمام کھانا ختم ہو جاتا اور اکثر مزید کھانا تیار کرنا پڑتا اور یہ سلسلہ صرف کھانے کا ہی نہ ہوتا بلکہ چائے وغیرہ کے اوقات پر بھی یہی سلسلہ رہتا۔ بعض اوقات کام کرنے والے چِڑ جاتے کہ سب کچھ ختم ہو کر پھر بھی پوری نہیں پڑتی، بار بار کھانا پکانا پڑتا ہے۔ تو پھر مسکرا کر فرماتیں: خوشی خوشی مہمانوں کو خوش آمدید کہا کرو اور ان کی خدمت کیا کرو، یہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی رحمت کے پیغامبر ہیں۔

سامعین! حضرت اُم طاہر کی آخری بیماری میں طبّی مشورہ کے ماتحت حضورؓ، آپؓ کو لاہور لے گئے۔ پہلے لیڈی ولنگٹن ہسپتال اور پھر سر گنگارام ہسپتال میں داخل رہیں لیکن حالت نہ سنبھلی اور آخر 5 مارچ 1944ء کو 39 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ حضورؓ نے پہلے لاہور میں اور پھر قادیان میں نماز جنازہ پڑھائی جہاں دس ہزار افراد شامل ہوئے۔

محترم سید بشیر احمد شاہ صاحب (کارکن دواخانہ خدمت خلق) کا بیان ہے کہ ایک ہمسایہ بیوہ ہندو عورت کا آپؓ بہت خیال رکھتی تھیں اور اس کی مالی امداد خوب کرتی تھیں۔ آپؓ کی تدفین سے واپسی پر مَیں نے اسے سڑک بہشتی مقبرہ کے پُل پر بیٹھے دیکھا کہ وہ رو رو کر کہہ رہی تھی کہ ہائے! میری ماں تو اب فوت ہوئی ہے۔ مَیں اب بیوہ ہوئی ہوں پہلے نہیں تھی۔

(سیرت حضرت سیدہ اُمِ طاہرؓ از ملک صلاح الدین صفحہ 210)

حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحبؒ تحریر فرماتے ہیں کہ

"آپؓ کی یادوں کے ہراول دستوں میں ہمیشہ مجھے آپؓ کا جذبۂ خدمت خلق نظر آتا ہے۔ بیکسوں، یتیموں، مساکین، مصیبت زدگان اور مظلوموں سے گہری ہمدردی آپؓ کی شخصیت کا ایک لاینفک جزو تھا۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ یہ جذبۂ ہمدردی ان کے خون میں گھل مل کر ان کی زندگی کا حصہ بن چکا تھا۔ یہ ہمدردی جذباتی بھی تھی، قولی بھی اور فعلی بھی اور یہ رنگ ایسا غالب تھا گویا سیرت کے دوسرے تمام پہلوؤں میں سرایت کر گیا تھا۔"

(سیرت حضرت سیدہ اُمِ طاہرؓ از ملک صلاح الدین صفحہ 227)

گھر سے میرے وہ گلعذار گیا
دل کا چین اور قرار گیا
مسکراتے ہوئے ہوا رخصت
ساتھ اس کے مَیں اشکبار گیا

(کمپوزڈ بائی: عائشہ چوہدری۔ جرمنی)

✡✡✡✡